سبدِ گُل

کلچرل اکادمی جموّں و کشمیر

غالب

بارِ اوّل ۱۹۵۹ء
تعداد ایک ہزار
مطبوعہ (جید پریس دہلی)

دیباچہ

۱۴؍ نومبر کے دن کو ہندوستان بھر میں "بچوں کا قومی دن" کے طور پر پچھلے پانچ سال سے منایا جاتا ہے۔ اب کے سال اس تقریب پر دوسری کئی سرگرمیوں کے علاوہ جموں و کشمیر کلچرل اکادمی کے زیر اہتمام آنریبل بخشی غلام محمد وزیر اعظم کشمیر کی سرکاری قیام گاہ پر ایک شاندار محفلِ مشاعرہ منعقد ہوئی۔ جس میں ریاست کی قریب قریب ہر زبان کے شعرائے کرام نے شرکت کی۔ یہاں تک کہ "زبانِ سعدی" بھی، جو کہ صدیوں اس ملک کے فکر و خیال کا بے داغ آئینہ رہی ہے، اپنی سحر آفرینی سے اربابِ مجلس کو مسحور کئے بغیر نہ رہی۔ چنانچہ اسی "شاخِ نبات" کو اس مختصر مجموعہ کا پیرایۂ آغاز بنایا جاتا ہے۔

"سبدِ گل" اس مشاعرے میں پڑھی گئی نظموں اور غزلوں کا ایک مختصر سا مجموعہ ہے۔ اس کی اشاعت کے پیچھے یہ جذبہ کارفرما ہے کہ ہمارے شعرائے کرام کے یہ خیالات جو کہ ایک خاص محفل تک محدود رہے، ملک کے عام اربابِ ذوق تک بھی راہ پا سکیں۔

کتابچے کا نام تجویز کرتے وقت ہمارے سامنے وہ تقریب رہی ہے جس سے کہ ۱۴؍ نومبر کے اس دن کو گہری وابستگی ہے، یعنی وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو کا شبھ جنم دن۔

جموں و کشمیر کلچرل اکادمی

دسمبر ۱۹۵۸ء

ترتیب



عالیجناب بخشی غلام محمد وزیر آعظم کشمیر مشاعرہ سے محظوظ ہورہے ہیں۔

Title [redacted]

Author [redacted]

Accession No. [redacted]

Call No. [redacted]

Borrower's No.	Issue Date	Borrower's No.	Issue Date

فارسی

محمد امین دراب

دفترِ اکادمی

مائیم و متاعے کہ خریدارنے یافت
چیدیم ازاں رو سرِ بازار دکاں را

اربابِ اکادمی کی طرف سے

بیا با ما نشیں چندے کہ بینی عالمے دیگر
جہانے دیگر و جامے دگر بزم جمے دیگر
مجو خلدے کہ بفرید دراں بر دانۂ ہر دم
زِ تلبیسِ دگر ابلیسِ دیگر، آدمے دیگر

غزلِ ناتمام

بختِ واژوں را منافی طبعِ مغرورِ من است
قلبِ محزون را امکانی روحِ مسرورِ من است
شعرِ معنی پرور و طبعِ روانی آشنا
بیتِ معمورِ من است و بحرِ مسجورِ من است
معنیٔ روشن، خیالِ تازہ، و فکرِ بلند
طور و سینائے من است و آتشِ طورِ من است

الایا ایہا السّاقی

اثر گر نالہ را راہے دہد در وادیٔ دل ہا
چو تارِ سبحہ در گامے تواں طے کرد منزل ہا

بر اہلِ بزم روشن کرد نورِ شمعِ فانوسی
کہ با سوزِ دل از رہ میتواں برداشت حائل ہا

نہ نزدیک شعلہ روئے آتشے در جانِ بیتابم
بگشتم گرچہ چون پروانہ گردِ شمعِ محفل ہا

سراغِ لیلیٔ مقصد نہ جائے یافتم ہر چند
درین وادی چو گرد افتادہ ام دنبالِ محمل ہا

کدامیں پایِ نازک بر لبِ دریا خراماں شد
کہ آید موج و بوسد دم بدم لب ہایِ ساحل ہا

مرا از فتنہ سامانی رہانند از ہولِ محشر ہم
خرامِ ناز را نازم کہ آساں کرد مشکل ہا

چو آں بادے کہ تعمیرِ حبابے را زند برہم
تواں شکست از یک حرفِ حق افسونِ باطل ہا

درایں دور آشنا روئے بجویم جا بجا ورنہ
کجا بیچارہ داراب و کجا اربابِ محفل ہا

عتابِ چشمِ کیف آگیں شرابِ ناب بفروشد
الایا ایہا السّاقی ادر کاساً و ناولہا

تمنّائے کہ من دارم

(میں نے حضرت علامہ مشرق روح اللہ وجہ کی "زبورِ عجم" کی ہر غزل پر ایک ایک غزل کہی ہے حصہ دوم کی "بسم اللہ"... سے پہلے کی غزل :-

دو عالم را تواں دیدن بہ مینائے کہ من دارم ۔ کجا چشمے کہ بیند آں تماشائے کہ من دارم

ہے۔ اس پر میں نے ذیل کی غزل کہی ہے۔ داراب)

کند دریوزہ جامِ جم زمینائے کہ من دارم ۔ دو عالم عینکے بر چشم بینائے کہ من دارم
نگنجد در دو عالم شورِ سودائے کہ من دارم ۔ بیوسف مے نیرزد از زلیخائے کہ من دارم
فغاں در سرمہ خوابانیدم و ہنگامہ پروردم ۔ بدستِ من قلم گردید شہنائے کہ من دارم
بجاہی گرد خیزد دود از راہے کہ من پویم ۔ زند آتش بصحرا گرم رو پائے کہ من دارم
زخواب آلودگیہا چند میترسی؟ کہ بردارد ۔ بخاک آسودگاں را صورِ غوغائے کہ من دارم
جنونِ تازہ باشد متاعِ کاروانِ من ۔ کند مجنوں خریداری بسودائے کہ من دارم
شہیدِ وسعتِ قلب و علوِ ہمّت خویشم ۔ دو عالم بر نیاید با تمنائے کہ من دارم
مزاجِ شوخیِ شوقم نتابد لن ترانی را ۔ در آرد طور را از پا تقاضائے کہ من دارم
بہر کارے کہ او بگماشت کردم، چشم آندارم ۔ نگیرد سخت بر من کار فرمائے کہ من دارم

بمیداں خواندم سحر آفرینی ہا بیا بنگر
کند کارِ عصا از خامہ موسائے کہ من دارم

اُردو

مرزا کمال الدین شیدا

کشمیر

میرے کشمیر مرے گلشن فردوس نظیر — تیرے چشمے تیرے انہار ہیں کوثر تاثیر

سینکڑوں خلد بداماں ہے تیرا ہر گلزار — فرش ہے عرش نما ذرہ ثریا توقیر

فکرِ فن کار کی ہم رنگ زمین گل پوش — ذہنِ عکاس کی مانند چمن ہے تصویر

ہر چمن فیضِ بہاراں سے بیاضِ گلرنگ — ہر روش صفحۂ قرطاس گلوں سے تحریر

ہر کلی عقدہ کشائی کا ہے لے کر پیغام — ہر گلِ تر ہے مرے خواب کی رنگیں تعبیر

تیرے کہسار کے دامن میں مسلسل انہار — پاؤں میں فیلِ سیہ مست کے سیمیں زنجیر

تیرے کہسار، یہ گل بار شجر، یہ سرسوں — ڈل کے آئینے میں معکوس یہ دلِ کش تصویر

لالۂ سرخ قبا زیب مثالِ نوشہ — سرنگوں نرگسِ شہلا چو عروسِ دلگیر

زیبِ تن سبز قبا سر پہ ہے سیمیں دستار
فرقِ ہر کوہ پہ ہے برف نشانِ توقیر

سر اؤ پریتم چند

زعفراں زار

لو شبِ مہ میں اُتر آئی زمیں پہ کہکشاں
گلشنِ کشمیر میں پھولی ہے کشتِ زعفراں
یا خزاں لائی ہے انجم کے خزانے لوٹ کر
یا ستارے گر پڑے ہیں آسماں سے ٹوٹ کر
دیپ مالا میں دئے جلتے قطار اندر قطار
بزم میں نوشاہِ گل کی مشعلیں روشن ہزار
ننھے ننھے اُودے اُودے پھول بکھرے جابجا
لعل اور نیلم سے ہے پریوں کا گہوارا سجا
لال پیلی چولیاں اور لاجوردی ساریاں
زیبِ تن کر آئیں پھلواری میں سُندر ناریاں
رنگ برنگی تِتلیاں زرتار پہنے جامہ دار
گلعذارانِ چمن سے کرتی ہیں بوس و کنار
ناچتی ہیں چاند کی کرنیں گلوں کے فرش پہ
حُسن جن کا دیکھ کر شرمائیں حُوریں عرش پر

عطر بیز و جانفزا ہے اس گلستاں کی ہوا
سوختہ تن، سوختہ جاں، سوختہ دِل کی دوا

گُلبدن گلفام دہقاں زادیوں کی ٹولیاں
پھُول چُن چُن کر مُرادوں کے ہیں بھرتی جولیاں
ہے بجاتی کوئی تُمبک ناڑ، کوئی بانسری
اور غزل گاتی ہے کوئی حسرت و ارماں بھری
"رَف" کے گا گا کر ترانے اور اک نندن کے گیت
"بال یاروں" کو سُنا کر ہیں جگاتی سوئی پریت
دِل جلی، دِل گیر اور خاموش اِک برہن مگر
عندلیبِ زار اِک منقار رکھے زیرِ پَر

بُلبُلِ بے گُل ہے وہ اِک ماہیِ بے آب ہے
دلبرِ دلدار سے مِلنے کو جو بے تاب ہے

گیت وہ کِس کو سُنائے پریت وہ کِس سے کرے
ہے پیا پردیس میں اُس کا پہاڑوں سے پرے

ہاتھ ہیں پھولوں میں پر ہے کوہ پہ اُسکی نظر
چاہتی ہے جا مِلے جاناں سے پربت چیر کر

کوہ کے پیچھے چُھپا بادل کی چلمن میں نہاں
دیکھتا دُنیائے دِل کی چاند تھا نیرنگیاں

دِل شکستہ تھا وہ ترس اس بلبنوا پہ کھا گیا
اسکی دِلجوئی کو وہ کِنگرے پہ کوہ کے آ گیا

اور پردیسی بھی تھا تب ہجر کا مارا ہوا
ٹکٹکی باندھے ہوئے پربت کی جانب تک رہا

ہوگئیں دو چار نظریں جامِ جم میں چاند کے
مِل گئے دو دردمند دِل کوہ و دریا پھاند کے

آسماں پر لے اُڑا اُن کو محبّت کا اُبال
چاند کی بارہ دری میں ہوگیا ان کا وِصال

نیچی نظریں کرکے جب سجنی نے دیکھا غور سے
گُل میں بھی ساجن کی ہی صورت نظر آئی اُسے

آنسوؤں نے بہہ کے اُس کے دِل کو ہلکا کر دیا
بن کے شبنم موتیوں سے گُل کا دامن بھر دیا

اور جو ٹپکے خاک پر ریحان و سُنبل ہو گئے
آتشِ گُل بجھ گئی شعلے زرِ گُل ہو گئے

یہ وفورِ گُل، یہ فطرت کی سخاوت کا کمال
تنگ دامانی پہ اپنی مجھ کو آتا تھا ملال

نکہتِ گُل بھی فضاؤں کو معطّر کر رہی
میری کم ظرفی تھی چُن کر پھول دامن بھر رہی

آ کے بُلبُل نے کہا اے بندۂ حرص و ہوا
ہے تجھے گلزار میں آنا تو آ مثلِ صبا

مشکبار آتی ہے وہ دیتی ہے دامن جھاڑ کر اور چلی جاتی ہے صحرا میں گریباں پھاڑ کر

تیری گُل چینی سے دِل ہوتا ہے میرا پاش پاش
ہر چہ باشی باش پر اے بوالہوس گُلچیں مباش

حامدی کاشمیری

غزل

سُنا رہا ہوں میں کب سے سحر کے افسانے
کھُلے گی آنکھ زمانے کی کب، خُدا جانے

ہیں چارہ ساز بھی میرے عجیب دِیوانے
وہ آتے ہیں مری دیوانگی کو سمجھانے

دِل و نگاہ بھی اپنا لیا تجھے جب سے
عجیب بات ہے اپنے ہوئے ہیں بیگانے

کچھ اور اپنے تبسم کے پھول بکھرا دے
سنور رہے ہیں مری آرزو کے ویرانے

ان اشک بار نِگاہوں کا احترام کرو
چھلک رہے ہیں یہ خُونِ جگر کے پیمانے

میرے خیالوں کی دیوی ہو جلوہ گر کب تک
سجا رہا ہوں ہواؤں کے کِتنے بُت خانے

ہمیں نے اس پہ محبت کے پھول برسائے
ہمیں کو زخم دئے بار بار دُنیا نے

مجھے تو آدھی نظر ہی سے کر دیا سرشار
ترِی نِگاہوں کے صدقے ہزار میخانے

ہمارے سامنے اب شامِ غم کا نام نہ لو
پکُارتے ہیں سحر کو سحر کے دِیوانے

میرے لبوں کے تبسم کو چھیننے والو
چھپُے ہیں میرے تبسم میں غم کے افسانے

ہم اُس کو حامدی اہلِ نظر سمجھتے ہیں
جو اک نظر سے محبت کی نبض پہچانے

حامدی کاشمیری

شالیمار کی ایک شام

چھلک رہے ہیں یہاں کیف و بے خودی کے جام
یہاں ہیں مست سخن رُوحِ حافظ و خیام
سرور رنگ ہے رعنائیاں ہیں، نزہت ہے
نہ پوچھ کتنی حسیں ہے یہ شالمار کی شام

یہاں دھڑکتے دِلوں کے حسیں فسانے ہیں
جمال و شوق کے خواب آفریں ترانے ہیں
ہر ایک شاخ کے ہاتھوں میں پھول کے ساغر
ہر اِک کیاری میں کتنے شراب خانے ہیں

سکوتِ خواب فزا ہے حسیں نظاروں میں
گُل و سمن میں، شگوفوں میں، لالہ زاروں میں
ہجومِ لالہ و گُل میں ہوں میں بھی چپ لیکن
یہ کیسی آگ دہکتی ہے دِل کے تاروں میں

حریمِ عرش سے ہوتا ہے رحمتوں کا ورود
ہے مستِ کیفِ تشکر سے برگ و گُل کا وجود
نمازِ شام میں تو بھی جبینِ دل کو جُھکا
کہ ہو رہی ہے سبھی کائنات سر بسجود

خموش سرو و سمن ہے کلی کلی خاموش
عروسِ خانۂ فطرت کی ہر پری خاموش
رُکا ہے پھولوں کے سایہ میں کاروانِ حیات
ہے سحر کارئ فطرت سے زندگی خاموش

ہر ایک غنچہ و گُل کو، شجر کو نیند آئی
ہر اک روش کو، ہر اِک رہگذر کو نیند آئی
میں شالیمار میں یا ایک خواب زار میں ہوں
وفورِ کیف سے فکر و نظر کو نیند آئی

یہ آبشار ہے یا ایک سازِ لرزاں ہے
ادائے رقص میں دوشیزۂ بہاراں ہے
نہ پُوچھ گُل کدۂ شالیمار کا عالم
کمالِ وجد میں شاعر کا دِل غزل خواں ہے

دو غزلیں

دِل میں غم کا غبار رکھتے ہیں | یہی ہم خاکسار رکھتے ہیں
جگر و دِل فگار ہیں دونوں | غمِ رنگیں کو یار رکھتے ہیں
کیا عجب ہیں یہ دِل کے نقش و نگار | آب و رنگ بہار رکھتے ہیں
سُرخ روئی ہے عاشقوں کی یہی | چشم خونابہ بار رکھتے ہیں
وہ ہمارے کبھی نہیں ہوتے | ہم جنہیں بار بار رکھتے ہیں
جان و تن میں یہ کس نے کیا پھونکا | طبعِ برق و شرار رکھتے ہیں
کب کی وہ آنکھ ہوگئی مے ریز | ہم ابھی تک خمار رکھتے ہیں
زُلف و رُخ کو ترے خدا رکھے | خُوب لیل و نہار رکھتے ہیں
بے قراری ہے زندگی کا ثبوت | اُس کو ہم برقرار رکھتے ہیں
ثمرہ پاکر ہم اپنی محنت کا | چشمِ حاسد میں خار رکھتے ہیں

ہے متاع اپنی شعر شورِیدہ
دولتِ پائیدار رکھتے ہیں

وہ تو اِک داغِ دِل ہمارا تھا — ان کی مژگاں پہ جو ستارا تھا
کِشتیٔ دِل بہت شکستہ تھی — قُلزمِ عشق بے کِنارا تھا
تیرے غم کو گلے لگا بیٹھے — بے کسوں کا یہی سہارا تھا
پیار سے آ گیا ہمیں جینا — ورنہ یہ غم کِسے گوارا تھا
ہمہ تن حُسن تھا تماشائی — عشق فی نفسہٖ نظارا تھا
سر بسر اضطراب تھے ہم لوگ — کیا لہو دِل میں تھا کہ پارا تھا
دِلِ بے خود کو ہوش آئے عجب — پُوچھ پھر کیا وہ برق پارا تھا
چشمِ ساقی کا وہ پیام و کلام — استعارہ در استعارہ تھا
ہر ادا اُس کی اِک کِنایہ تھی — رمز اِک غمزہ و اِشارا تھا
مے اُدھر چشم سے ٹپکتی تھی — اور اِدھر آنکھ میں شرارا تھا
عیش دُنیا سے ہاتھ دھو بیٹھے — جُرمِ اُلفت کا یہ کفارا تھا
بُلبلو! کیا خطا تھی گُل چیں کی — رنگِ گلشن ہی اِک اِشارا تھا

دے کے شوریدہ دِل ہوئے شاعر
ایسے سودا میں کب خسارا تھا

فطرت کاشمیری

خزاں کی ایک رات

وہ بھیگی رات ہے تارے ہیں خاموش — زمیں مے نوش، عالم مست و مدہوش
خزاں کا وقت ہے موسم ہے گُل ریز — نوائے برگ ریزی نغمۂ گوش
چمن میں سبزہ کا نام و نشاں گُم — زمینِ گلستاں ہے حُلّہ بردوش
نہیں بیدار جُز چشمِ تماشا — ہے ذرّہ ذرّہ مستِ خوابِ خرگوش
شفق کا کچھ نشاں پیدا نہیں ہے — پہاڑوں کے کنارے ہیں سیہ پوش
مگر شرمندہ ہے ماہِ شب افروز — کبھی پیدا کبھی بادل میں رُو پوش
فلک پر بزمِ انجم رقصِ زہرہ — بناتُ النعش پروین سے ہم آغوش
عجب سنسان ہے عالم ہے ہُو کا — خُدائی خود فراموشی میں مدہوش

اسی نیرنگیٔ فطرت میں فطرت
خُدا کی یاد میں مستِ مئے ہوش

اکبرؔ جے پوری

اراکینِ اکادمی سے

اُٹھیں پھر فصلِ گل میں آرزوؤں کو جواں کر دے
چلیں پھر بلبلوں کو آشنائے گلستاں کر دیں

حوادث کے خس و خاشاک میں پیدا دھواں کر دیں
زمانے بھر پہ اپنی شعلہ سامانی عیاں کر دیں

بہت خوابِ گراں میں سو چکے اب وقت آیا ہے
کہ اپنے عقل و دانش کو ہم اپنا پاسباں کر دیں

گیا وہ دورِ مایوسی، زمانے کی ہوا بدلی
بدل دیں فطرتِ غم، ختم یہ آہ و فغاں کر دیں

شگوفے اب تو شعر و شاعری کے کھِلنے والے ہیں
ہوائے ذوق سے بیدار رُوحِ گلستاں کر دیں

ترقی کے منازل چوم لیں گے پائے شاعر کو
اُٹھائیں یوں قدم اِک موجِ بیداری رواں کر دیں

چھُپے ہیں اس وطن کی خاک میں گمنام سے موتی
ستاروں کی طرح ان موتیوں کو ضَو فشاں کر دیں

گیا دورِ خزاں یک سر، بہارِ جاوداں آئی
جگر کے خون سے اُجڑے چمن کو گل فشاں کر دیں

مِلا ہم کو مقدر سے جو ایسا قافلہ سالار
روانہ سوئے منزل کیوں نہ ہم بھی کارواں کر دیں

رہیں باقی پھلیں پھُولیں ہمارے "خالدِ کشمیر"
ان ہی کی رہبری میں اس زمیں کو آسماں کر دیں

کشمیری

لمبہ پیوش

چھہ لبجمز گنگاری متھمتن سانین ترانن از
زجی یز کال خاموشی پمز سانین دہانن از
زنگاد نگ جانور پرُت جایہ بولاں گلستانن از
چھہ مستی عام گیمز کلُف لگِ کلہ وادانن از

یہ سانین آشنی کمۍ گاش اَنُو، کمۍ کرٕ غلامی دُور
یہِ آزادی ہِنزی دیوی اُنِت کمۍ کرُ وطن مسرور

وچھی بیہِ شان سانِی پرانِ ہِش یم آسمانن از
ورق پھِر کمۍ سنا سانین یہ پرانین داستانن از
بجر بولگ تہ بزرگ ہاو بیہِ ہندوستانن از
ہجر رُسواگزِہت مندٕ چھان وچھو نوسرٕ جہانن از

کرِت صدین ریاضت بھارتن کرٕ پیدہ ییتھ پمپوش
معطریم کرٕی دُنیا تہ انوٕ نَے رادِ متنی ہوشس

یہِ وتہِ پٹ گاش کمُ تراوُ راوِمتہِ نی کاروانن از
یہِ امنگ راز ؤن اِنسانِنی کمُ راز دانن از
یہِ پت کُن چونٹ کمُ فرِمتو چھو یمِنی طوفانن از
چھہ پزہ رکہِ نوُرہ ژُجمژ بدگمانی بدگمانن از

کروی یمہِ رنگہ تہ بیہِ گاشہِ سیتی عالمس منز زُول
چھو اَتھہ رنبہ ؤنِس یمِوٚشِس ستی سِرٚ چِھلبہٕ منز ہُول

پھر کھاہ ہِیُو تراو جنگہِ نِش تنگ آمت یِم جہانن از
یہِ موٚتگ زنگ کمُ پِھیُور جنگ کرہ نکمی بہانن از
نزٚین زن ژھولہِ مِش پیہِ چِلہ کھتمت وتھ کمانن از
وِچھت حیران گیہِ از بڈٕ انگوجہ ہِت منز دَہانن از

وِگنہ چِھی کارِہ تھو تھو بٹھِمت ہِرموکھہ تہ بیہِ پانژال
کرت ازپیدہ یتھہِ ہِیو لال تھدِیو بیہِ مٔن ہِماگگ بال

کنول کا پھول[1]

آج پھر ہمارے سامنے خاموش ساز بج اٹھے ہیں
آج پھر گلستانوں میں عنادِل محوِ نغمہ سرائی ہیں
آج بغیر پئے ہوئے بھی سرمستی کی کیفیت طاری ہے

یہ کس کا فیض ہے کہ ہماری اُمید کی کلی کھِل گئی ہے
یہ کس کا فیض ہے کہ ہمارا وطن برسوں کی غلامی سے آزاد ہوا ہے

بھٹکے ہوئے کارواں کو کِس نے راہ پر ڈال دیا ہے
دُنیا کو امن و آشتی کا پیغام کِس نے دِیا ہے
جنگ کی آگ پر کون ہر وقت پانی پھیر رہا ہے

جس نے ہندوستان کا نام چاردل اور روشن کیا ہے
اُس کنول کے پھُول کی جڑ کشمیر کے ستی سر میں ہے!

جس کی سچائی کے نُور سے ساری دُنیا منّور ہے
وہ مردِ حق پرست و حق آگاہ ——
ہندوستان نے سینکڑوں برسوں کی ریاضت سے پیدا کیا ہے

[1] پنڈت جواہر لال نہرو سے مُراد ہے۔ ترجمے کی بجائے ساری نظم کا صرف ایک خلاصہ پیش کیا جاتا ہے

زٕ قطعہ

ژٕ چھکھ وِنیس ژُونٹِ کُنِج زرداره ؤنی یار   کنُون دیارن چھُو چانُو مُدریر وزه جار
بُوچھس وِنیس بونہِ پنٕنِس منز رٹِتھ نار   نٔیدیارین تھکمتن کِتُو میانو شہجار

زمینُک بے سمیر وُچھتھی مہ گو زُود   ژُوپٕم کرٕ گرادہ ژٕ ی کھونکھن تٕلم تھدٕ
وچھم تتہِ تارکن سوی باشِس گیشر   مہ کھونکھن دانو ہیو ٹُھس بو بیہ بیدٕ

تُو امیروں کے لئے سیب کے درخت کی مانند ہے   اپنی مٹھاس اور سُرخی اُن کی دوستی کے عوض بیچتی ہے
میں غریبوں کے لئے چنار کے درخت کی مانند ہوں   چلچلاتی دُھوپ میں اُنہیں ٹھنڈک پہنچاتی ہوں !

زمین کی ناہمواری دیکھ کر مجھے بڑا دُکھ ہوا۔   میں نے سوچا کہ اس بات کی تمہیں شکایت کروں
جونہی میں نے نظر اُٹھائی وہاں ستاروں کا بھی یہی حال دیکھا۔ میں نے آنکھیں بند کیں اور خاموش ہو گیا !

قلیٔ کاشمیری

غزل

بادہ بانہ حال دِلکوٗہی لولہ نارس کیاہ کرا
یس وُزن چھوم چشمنے تتھ آبشارس کیاہ کرا

مُل گُمت نوٗرس تہ نارس بے سوٗمس سمارہِ
ناموارس داغدارس بے قرارس کیاہ کرا

وِنیس راوم پرار پرارہ پرادہ کوتاہ کال یُو
یتھ نہ صورت آسہِ کہنہٖ تت انتظارس کیاہ کرا

مس مہ دِتھم زندگیہ ہُندمو گمس پیالس اندر
پایداری یتھ نہ آسی تت خمارس کیاہ کرا

رازدوٗن سے شارنی منز یارہ زانہٖ ہتا وُتھ نہ کنَ
یتھ مانزے یار زانہٖ تتھ زارہ پارس کیاہ کرا

چھے پکن طوفانہِ منز ناو میسانی وادہ سیت
کیاہ چھُونا یتھ کہنہٖ کنارے بے کنارس کیاہ کرا

سُرمہ لاگِت چھس اَکس اُچھ نیلہ تھوتھ لاگِت بیس
دوستدارس بُو اکِس بہ وردگارس کیاہ کرا

سونت روزِ ے وہرورہس تتھ شہارس منز مِہ نِم
خوف ہر دُک آسِہ بیتھ تتھ نَوبہارس کیاہ کرا

ترجمہ

میں اپنے دِل کا حال کیسے سُناؤں، اس دہکتی ہوئی محبت کی آگ کو کیا کروں
یہ جو آنکھوں سے آنسوؤں کی آبشار بہتی ہے، تم ہی کہو، اس کو کیا کروں
اس ناہموار دُنیا میں نُور اور نار میں کوئی تفاوت نہیں رہی ہے
اس میں اگر کوئی بے قرار اور دِل فگار رہتا ہو، میں اس کو کیا کروں
مجھے انتظار کرتے کرتے اب تو ایک عمر ہو گئی ہے
جو انتظار کبھی انجام سے ہم کنار نہ ہو، میں اس کو لے کر کیا کروں
اُس نے مجھے موت کے پیالے میں زندگی کی شراب پلائی
وہ مستی جو پائیدار نہ ہو، میں اس کو لے کر کیا کروں
اے دوست میں نے شعروں میں اپنے دِل کی بات کہی، تُو نے ذرا بھی کان نہ دھرا
جس منت سماجت کو تُو نہ نوازے، میں اس کو لے کر کیا کروں
میری کشتی طوفان میں ہوا کے سہارے چلتی رہتی ہے
کیا اس دریا کا کوئی کنارا نہیں، دریائے بے کنار کو میں کیا کروں
جس کی ایک آنکھ میں کاجل اور دوسری میں "نیلہ تھوتھا" لگا ہو
ایسے مالک اور ایسے پروردگار کو میں کیا کروں
جس شہر میں سال بھر بہار ہی بہار رہے، مجھے وہیں لے جا
جس بہار کی تاک میں خزاں ہو، اس کو لے کر میں کیا کروں؟

امین کامل

تارُکا پۆز لیو

دُورِہ پۆز لیو آسمانس پۆرِ کُنِ اکھ تارُکا
زُن اُکِس ویراں وِہاتس شِفیاہس منز شامہ ژُت
دأدِلہ بجہ ماجہ اکِہ تھوٚژ وُنگ دزہ ژُون ارِہ ٹیٹھ
یِتھ تِمن بےکس مسافِرن ہِمن زٕٹھیبہٕ وَتھ

دُورِہ ڈِلیشتہ گاشہ لِۍ کُونہٕ منز لیچ گژھِہ آش ہش

دُورِہ پۆز لیو آسمانس پۆرِ کُنِ اکھ تارُکا
زُن اُکِس بےنُور دۆن باٹرن ہِندِس وانگج گرس
آشنانن برانٛدٕ ماژِرت ہیرہ وانن کھرٕ چھلِت
دُونِ یِتھے کُن کالہ پکھہک ترژہ ورِی اُچھ تُوس لِگِ

پیوٚک پونُک نُور مَنتو منصور ہیو تھنہ لالہ پھُل

دُورِہ پۆز لیو آسمانس پۆرِ کُنِ اکھ تارُکا
واش ہیُو یِژ کأل کِنڈ پرہ ژھِن دِلک جانا دَرن
ہاوسن لگ برنہٕ دُب دُب آشہ لبجہ گوند یارہ نے

کیاہ ستناتس ماگنِے ییہِ ناگہانی میأنِ کل
دأر ماگیہِ کانہہ تہ وصیلیح دُژِمہٕ جُدأیی کأر بھُٹ

تأرکا پرزلیوٗ ییٚنہ بزٕم آسہِ ہمسوٗتسن نصیب
پھیرہ دُن ما آسہِ کانہہ بلِ یور لگمُت رادمُت
نخرہ ما تولہِ کرألِ زخمن رادِہ ما سوزِی دِلک
ونتہ اتھ سوزس ژٕہ دأرأگی کرِتھ کوہ کانہہ مذاق

دُورِہ پرزلن دالہِ گُفتارک ینو لگنے ژِہ کُنڈ
دارے ییتہِ ہوا اعتبارن چونپ کھیوٗمُت بارہا
لیلہِ نجدس منز اگر رتہ دأوِ گیہِ وصلک گلاب
کتھہ گریو لأگِس وِنِ افسانہٕ زِینس ٹنکی پانژھ
یأزیدٕ وِے کانہہ ژھٹا مأر تہ دِسس گو کوترن
رادے دِژ ننجیمہ دأنو آسمژ ونیج چھہ ژھاسے

رُوز ییتہِ ہانگل منگین پیٹھ زِندگانی منز برات
سادگی منزِہ قبرہ پیٹھ پرزلیا ی عالی شان پرینگ
میٖٹھو نہ ژٕ نہِ بزٕمرادٕ ہک میانِن اُمیدن ہند قمرِ
ژونگ ییٚنہ بجیہ ماجِہ ژھیوہ وانگج گرس ییٚنہ رادِہ نوٗرِ

دیپہ تہٕ اکھ خوش ہوا دِن ونِ تمِس کیاہ تام شیچھ

دیپہ تمہِ ٹل فلاکِ مستتس چانہٕ لولچہ دۄاپہٕ اَز

دَیپہ ہنگہ کوٹھِ توسہ وتھرُن کرتہ مشکندار تٔل

انتظارک ژانگ زالِتھ آلوُسس نرہ بٔرنہ پیٹھ

بَس چھَہ دُنِ اکھ گاشہ لِیُٔ چانٔی امارن اعتبار ۔



امین کامل اپنی نظم سنا رہے ہیں۔

Title [redacted]

Author [redacted]

Accession No. [redacted]

Call No. [redacted]

Borrower's No.	Issue Date	Borrower's No.	Issue Date

دُور اِک تارا چمکا!

دُور آکاش پہ مشرق کی اور ایک تارا چمکا
جیسے ایک سنسان اور ویران صحرا میں شام کے وقت
کسی نیک سیرت بڑھیا نے کھڑکی پر چراغ روشن کیا
تاکہ اُن تھکے ماندے مسافروں کو، جن کے راستے طویل پڑ گئے
دُور ایک روشنی کی کرن دیکھ کر کچھ تو آس بندھ جائے

دُور آکاش پہ مشرق کی اور ایک تارا چمکا
جیسے ایک میاں بیوی کے بے نور کرایے کی کوٹھری میں
آستانوں کی منتیں مانگ کر، پیروں فقیروں کے پاؤں چھو کر
پندرہ برس کی تھکن سے بھرپور طویل انتظار کے بعد
ابھی ابھی چاند ایسے پہلوٹی کے بچے نے جنم پا لیا ہو!

دُور آکاش پہ مشرق کی اور ایک تارا چمکا
مدّت کے بعد میرے دِل کا پر شکستہ پنچھی جیسے پر تولنے لگا
تمناؤں کے دروازے پر دستک ہوئی، آشاؤں نے گلدستے سجائے
کوئی بتاؤ تو، اُس کے دِل میں کہیں میری یاد تو نہیں جاگ اُٹھی
وصل کا کوئی دریچہ تو نہیں کھلا، جدائی نے آخری ہچکی تو نہیں لی؟

تارا چمکا، پر تمنّا پھر سے کہیں فریب نہ کھا جائے
یہ بھی کوئی بھٹکا ہوا راہی اس طرف نہ آ گیا ہو

زخموں کو ہرا کر کے ناحق میرا سکون ہی نہ چھین لے جائے
میرا سکون میری بیزاری ہی سہی، کوئی اس کا مذاق کیوں اُڑائے؟

اے چمکنے والے تارے میری گفتار کے کانٹوں کی طرف نہ جا
افسوس کہ یہاں بارہا اعتبار نے فریب کھائے ہیں
دشتِ نجد میں اگر لیلیٰ کی آرزوؤں کے گلاب خون ہو گئے
یار لوگوں نے اُس کے افسانوں پر اپنی شہرت کا محل تعمیر کیا
بے چارے کبوتر پہ اگر کسی باز نے جھپٹا مارا
انجم شناسوں نے اُس کی تاویل کر کے اپنے علم کا ڈھول پیٹا

یہاں تو ہمیشہ شاخِ آہو پہ براتِ عاشقاں رہی ہے
سادگی کی قبر پہ عالی شان مقبروں کے گنبد چمک اُٹھے ہیں
کہیں تُو بھی میری تمناؤں کی قمریوں کے ساتھ نہ کھیلنا
بڑھیا کا چراغ نہ بجھا دینا، کرایے کی کوٹھری کا نُور نہ چھین لینا

کہہ کہ شام کی معطّر ہواؤں نے اُس کے کان میں کوئی راز کی بات پھونک دی
کہہ کہ اُس نے اپنی چوٹی میں تیرے لئے چنبیلی کے پھول گوندھ لئے
کہہ کہ سہاگ کے کمرے کو خوشبوؤں سے بسا، پھولوں سے آراستہ کر
انتظار کے چراغ جلا کر اُس کی خوش آمدید کے لئے دروازے پر رہ!
اب، تو تیری ہی ایک روشنی کی کرن میری تمنّاؤں کا اعتبار ہے

مظفر عازم

غزل

بٲلِ عاشق بولہٕ نارن زٲلِ کیٚتیاہ کٲتیاہ　　مایہِ چلنے غم امارن ژٲلِ کیٚتیاہ کٲتیاہ

دُھو ہوا ترہٕ ناوہ کینٛژن تیز گے صدرس تُرِتھ　　دہِ تھریو بیٹھہ پیٚ ژرن ہنٛدآلِ کیٚتیاہ کٲتیاہ

کیٚت میخانس فدا، کیٚتیاہ چھہ کعبس قربان　　اَمِ سراب اصلہٕ چھے وَتہِ ڈٲلِ کیٚتیاہ کٲتیاہ

کنہہ چھہ تِتھ سرمست یِم بوزن مگر بوزن نہٕ زانہہ　　ترِیشہِ ہیُت تھو ترِیشہِ ہیُت کلہٕ واٲلِ کیٚتیاہ کٲتیاہ

از چھہ ورکن پوشِس کٔرتام تِمن تہٕ چھہ زردی　　گُل پھولن یِت وارہٕ بوزُم کٲلِ کیٚتیاہ کٲتیاہ

ون تھکِت آس ژہِ کُن کلہٕ والہ یارِی یارِی　　خرقہ پراوِم یونہٕ تراوِم نٲلِ کیٚتیاہ کٲتیاہ

کوت بقٕل چھُوک پکان چھُوک چشمہِ مُژرِتھ عازم
چھُوک نٕزران چھُک غم امان چھُک سٲلِ کیٚتیاہ کٲتیاہ

ترجمہ

- اے سہیلی محبت کی آگ نے کتنے ہی بھسم کر ڈالے۔ تمنّاؤں نے تیری خاطر کتنے ہی دُکھ درد سہے
- تیز ہوا کی برکت سے جہاں کتنی ہی سُست خرام کشتیاں کنارے لگ گئیں وہاں پرندوں کے کتنے ہی حسین گھونسلے شاخوں سے گر پڑے
- کچھ تو مے خانے پر جان دے رہے ہیں اور کچھ کعبے پر مر رہے ہیں۔ آہ کہ ان سرابوں کے پیچھے کتنے ہی لوگ راستے سے بھٹک گئے !
- کچھ تو اتنے سرمست ہیں کہ بات سُنتے تو ہیں لیکن نہیں سُنتے۔ دیکھ کہ ساقی نے کتنے ہی پیاسوں کو پیاسا رکھ چھوڑا
- آج "ورکن" کے کچھ پھُول کھلے ہیں اور وہ بھی پیلے پیلے۔ سُنتا ہوں کہ کل چمن میں کتنے ہی رنگین پھول کھِل اُٹھیں گے !
- میں نے ہزار زنّار پہنے اور ہزار مالائیں جپیں۔ اب ان سب سے تھک ہار کے تیری جانب آیا ہوں اے ساقی !
- عاؔزم تُو بھی کتنا سودائی ہے کہ آنکھیں کھول کے راہ چلتا ہے تُو ناحق ہزار دُکھوں کو دعوتِ جگر کاوی کیوں دے رہا ہے ؟

بچَن ہُند دُوہ!

ہنزُلاہ ڈیوٹھُم گرایہِ مارِت ٹُسنہ کران اُوس تابُودُس
کوٹھِ وِلیسہِ رٕمیتِ تھرہ تھرہ ژامِژ یچھ میرازِس منحوسس
سونتہ ہواوَن مستانن دِژ گرایہ اکھ گُلزارا پھول
حُسناوُ شلیو، گُلِ لالہ ہیو، مست امارن واہرِ دول
بوزِ ونئے سِیچھ اس یہ کیا یم کھور حیاتس بوشاہِیو
لوسہ کوٹھِس منز تھنہ پیو اکھ تُندہ بون شُراہ اچھ پوشاہِیو

بچوں کا دِن

ایک پنگھوڑا جھوم جھوم کر ایک تابوت کا مذاق اُڑا رہا تھا
دُور ایک ٹیلے پر موت کا سُوکھا بدن تھر تھر کانپ رہا تھا
نسیمِ صبح نے عاشقوں کے کان میں نہ جانے کیا پھُونکا کہ تمام چمن کھِل اُٹھا
حسن نے بناؤ سنگار کیا، اور تمنّاؤں نے سرمست انگڑائیاں لیں
کیا میں کہوں کہ وہ بات جس نے زندگی کو اتنا سرور بخشا، کیا ہے
ایک ننھّا ننھّا، کومل بچّہ! ابھی ابھی اس سنسار میں جنم پا گیا!

غلام نبی فراق

غزل

"لالہ میانو منز شالمارن سیت یارن آسہِ ماً
چاک داوَن تابدامن ماہ پارن آسہِ ما

بادہ کیتھہ کِن دِلبرو مدہوش کرمتو میانو دِل
چان ام مس کھاس چشمن ہندا مارن آسہِ ما

صبحدم اَشہِ ٹار یَر بَر ڈیٹھ مے یمبرزلن
خشمہ ہت وچھوت تمن کُن نو بہارن آسہِ ما

وُن گالگ سینہ ڈِیشتھ زونہِ شامس تارہ کُن
زولمت یتہِ میانِ پاٹھن لولہ نارن آسہِ ما

سُوی صدا یم عالمکُ مظلوم دِل بیدار کرُ
بالہ دامن شولہ ناوان آبشارن آسہِ ما

جد وجہد کُ نار وُزہ ناوُن دپان گیہ زندگی
کیتھہ کنن گیمژ پیہے میانن امارن آسہِ ما

تس شمع رویس نشن کس رُودیہ کیتھہ ہُند خیال
زاہدہ زاگے ہیوان نکتن اِشارن آسہِ ما

رُوداز سگوان فراقُن تشنہ رُوح پگھگُ سراب
الھہ امارس پیٹھ سو دِلبر دِن گذارن آسہِ ما

ترجمہ

میرا دوست شالامار باغ میں اپنے پریم پیاروں کے ساتھ تو نہیں ؟

اپنے حُسن پر ناز اُن ماہ پاروں کو چاکِ دامن تو نہیں کرواتا

اے دوست میں یہ کیونکر بیان کروں کہ تیری ہی ان نرگسی آنکھوں نے

میرے اس دلِ دیوانہ کو مست و بے خود تو نہیں بنایا ہے

صُبح کے وقت نرگس کی آنکھیں میں نے آنسوؤں سے ڈبڈبائی ہوئی دیکھیں

کیا معلوم کہ نوبہار نے اُس کی طرف خشم گیں آنکھوں سے تو نہیں دیکھا ہو

گُلِ لالہ کے داغِ جگر کو دیکھ کر شام کے وقت چاند نے تاروں سے کہا

کیا تعجب کہ اس کو بھی میری ہی طرح محبت کی آگ نے بھسم کیا ہو !

وہی ایک آواز، جس نے دُنیا کے مظلوم دِلوں کو بیدار کیا

پہاڑوں پر سے گرنے والے آبشاروں کو بھی سوز بخشتی ہے

کہتے ہیں کہ جد و جہد کی آگ روشن کرنا ہی زندگی ہے

کیا معلوم کہ میرے ارمانوں کے کان تک یہی بات پہنچی ہو !

اُس شمعِ حُسن کے سامنے اس بات کا ہوش کِسے رہا

کہ کوئی محتسب میرے اشاروں تک کا احتساب تو نہیں لیتا

فراق کی رُوح تشنہ کل کے سرابوں کی آبیاری کرتی رہی

اس تمنا میں وہ اپنی زندگی کے ایام بسر تو نہیں کرتا ؟

مکھن لال بیکس

غزل

یہ چھو شوخ دِل پریشان کتھہ چانہِ یاد پاوان
ژہ تہ کانہہ اشارہ سمجھان بو تہِ کانہہ اشارہ ہاوان

نظرن ژہ نوُر یدُ چھوی تقصیر ونتہ کیاہ چھوم
دِل میون آنہ پھُٹ ہیُو فیرت چھو گاش تراوان

"حسرت ژِہ کیت" کتام پرژھنم مِہ یورہ دُشمنَس
یُس گرند ہوان ستارن سو چھو دنیس راوہ راوان

پیو لازمن مِہ سونچُن نتہ ونتہ کیاژہ از تام
رودُک ژہ نامہ سوزان بو تہِ آسس وعدہ تھاوان

چھُونہ پرت اکِس یہ لازِم پرت کانہہ دُلامہ سمجھُن
کانژاہ چھو کھور وہرِت بے وایہِ نیندرہ تراوان

بدلے چھو ازتہِ انداز امہِ چانہِ زندگیہِ ہُند
گاہے ژہ کریشہ ناوان گہ بے حِساب چاوان

میزانہ پننہٕ از تام مے باگرِتھ مگر از
پیمانہ میون ساقی ملرِن چھو سجدہ داوان

کاتیاہ چھِہ شامہ ہبور کانچھاں گلاب روین
اندکُن گگُالہ روزان پرت ساعتہ داغ ہاوان

یت شطرنجس اندر یُدٕ گیہٕ مات کالنسہٕ کیاہ گو
کاتیاہ چھِہ بازِ زیناں کِنہٕ شوق رادہ راوان

دِل میُون از تہٕ بیکس تھکمُت تہٕ آوہ سِیومُت
پُرٕ وَن چھو تازہ نقشاہ کُستام مقام ہاوان

ترجمہ

میرا یہ شوخ تیری یاد میں پریشان و سرگرداں ہے
لیکن میں تیرے تمام اشاروں کو اچھی طرح سے سمجھ لیتا ہوں
تیرے چہرے سے اگر نور چھوٹ رہا ہے، تو —
میرا دِل آئینہ کی طرح اُسے منعکس کرتا رہتا ہے
کسی نے مجھ سے کہا کہ تیرے دِل میں کتنی آشائیں ہیں
میں نے کہا کہ ستاروں کی گنتی کرنے والا اپنی عمر ضائع کرتا ہے
آج مجھے تیرے (اور اپنے) بارے میں سنجیدگی سے سوچنا پڑا
آخر میرے نامہ و پیام اور تیرے وعدوں پر کوئی کب تک جیتا رہے
یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص ڈانٹ ڈپٹ سے ہوش میں آئے
کئی لوگ تو آرام کی نیند میں ہر چیز سے بے نیاز ہو جاتے ہیں
اے ساقی تیری ساقی گری آج بھی ویسی ہی نرالی ہے
کبھی ایک گھونٹ کے لئے ترساتے ہو اور کبھی جام پر جام پلاتے ہو
آج تک تُو ایک خاص مقدار سے پلاتا رہا اور میں بھی پیتا رہا
لیکن آج میرے پیمانے کے آگے تیری مینا نگونسار ہو رہی ہے
کتنے ہی بھونرے سُرخ پھولوں پر جان چھڑک رہے ہیں
لیکن گلِ لالہ چمن سے دُور اپنے دِل کے داغ دِکھاتا رہتا ہے
اس شطرنج کی بازی میں اگر کسی کو مات ہوئی تو کیا ہُوا
آخر کسی نہ کسی کو جیتنا اور کسی نہ کسی کو ہارنا ہی پڑتا ہے
اے بیکس تیرا دِل آج بھی تھکا تھکا اور پژمُردہ ہے
لیکن اس کے باوجود تیرا چہرہ کسی نئی مسرّت کا پتہ دیتا ہے

کِنہہ ثار

بُون ہتھو ژہ نگاہ یِنہ میانہ دِلچ ڈُبہ رادے ہیہ کانہہ بوزِہ کنو
یِنہ عشقس ہیہِ کانہہ ہان لدٔن یِنہ لولی گرِڈھ بدنام متیِو

یمہِ چانہِ دِلک یم زخم گواہ یمہِ میانہِ شِلک یم داغ گواہ
یِموی دِلکیو داغو از تام روشن کرٔ پرتھ کانہہ شام متیِو

چھوس ازتہِ بو لولس پیت شیدا فن کاربو سگہ وان ویران دِل
یتھ سمیس منز امہِ نخو تہ بُڈ ہیوکُس آسہ مہِ پیٹ اِلزام متیِو

مہِ چھہ ازتہِ وراثت شوخی ہنز اکھ تشنہ جگر بیتاب نظر
ڈُلہ یانہ ژہ از بدنام مہِ کر، ڈُلہ چاولبا لب جام متیِو

رحمان راهی

غزل

گمانہ تراوِنُن تتھ دیان چھِ مست بنُن
سوکس نہ تگُ نتہ زھلِ اُبلِ شراب دانہ انُن

مُدا تہ معنہٖ چھو کیاہ زندگیہ مہ سن لفظن
پلوَ یِہ پیالہ ہُمس کُن مہِ شیور سانہ پنُن

دِلکُ وُجارُ قیامَت نہ لول کرِہ آباد
نہ چانُو زُونہِ کھُسن سو چھ نہ میانُو شارونُن

پھَٹیو نہ کینہہ تہِ زمانس تفنگ تہ تیر گژھ
بدل کتھا چھ دِلاہ کانِسہ ہُند بدست انُن

چھو از تہِ حدّ ِ نظر میانُو سوی شریف شباہ
دِس قریب ڈُن نالہ دِل قرار پنُن

سہل کتھا چھنہ اِنسانہ سُند ضمیر پرُن
یِہ گوگُلالہ وُچھِت ہیرِہ بُون اَلاو بنُن

نہ دُور ہت چھہ مشاں کل، نہ برونہہ پکتھ سمکھان
یہ زِندگی چھہ عجیبی، ژھرِن کتھن چھو سنُن

خبر ژہ ڈُوبتھ مقاماہ چھو یُتھ تہِ عشقس منز
وفا یژھال چھو ہوس گوژھنہ نابکار نَنُن

اگر نہ از ژہِ ڈِکس دِرہ ژلِی غزل بُوزِت
فریب میانِ یہ دودہ کول تماشہِ میانو کھنُن

ترجمہ

اپنے انا کا خیال چھوڑ، وہی حقیقی سرمستی ہے
ورنہ شراب خانے سے چوری چھپے شراب لانا کسے نہیں آتا
زندگی کا مُدعا و مقصد کیا ہے، الفاظ کی طرف نہ جا
لے یہ پیالہ اُس کی طرف بڑھا، میں تو اپنا ساز چھیڑنے لگا ہوں
جب تک محبت دِل کے ویرانوں کو آباد نہیں کرتا
تیری یہ چاند کی طرف اُڑان اور میرے یہ شعر کہنا، بے کار ہیں
زمانے کو تُفنگ اور تبر بنا کر کیا ملا ؟
ہاں کسی غم زدہ دِل کو ہاتھ میں لینا اور بات ہے
آج بھی میری حدِ نظر وہی شریف رات ہے
جب میں اپنے محبوب کو اپنی چھاتی سے بھینچ کر رکھوں
انسان کے ضمیر تک راہ پانا کوئی آسان بات نہیں
یہ تو گُلِ لالہ کو دیکھ کر سرتاپا شعلہ بن جانا ہے
دُور رہیئے تو بھُلا دینا ناممکن، پاس آیئے تو ہاتھ لگانا مُشکل
یہ زندگی بھی عجیب ہے۔ بے کار کی باتوں پر سر کھپانا ہے
کیا معلوم کہ تُو نے بھی پایا کہ نہیں، عشق میں ایک ایسا بھی مقام آتا ہے
جب وفا چاہتی ہے کہ ہوس بھی کہیں نابکار ثابت نہ ہو
اگر آج بھی یہ غزل سُن کر تیرے ماتھے کی شِکن نہ مِٹ جائے
تو میرا یہ پہاڑ کھود کر دُودھ کی نہر لانا بے کار ٹھہرا



رحمان راھی اپنی غزل سنارھے ھیں۔

Title [redacted]

Author [redacted]

Accession No. [redacted]

Call No. [redacted]

BORROWER'S NO.	ISSUE DATE	BORROWER'S NO.	ISSUE DATE

خضر مغربی

غزل

مہ متو یادن کرت پامال عشقو — مِہ ولنتھم سرفہ سند پاڈھ نال عشقو
ژہ اوسک ازلہ پونٹھی ساز وایان — ژہ کھالک ابدہ پتھ کُن تہ تال عشقو
دزک زینت بِھتھوی عرشس تہ فرشس — ژہ وانِتھ پیوک لایتھ چھال عشقو
رٹتھ ہن ہن ژہ ساری کائناتچ — تہ وہرت دون جہانن زال عشقو
ژہ چھوک موجود اندر ذر ذراتن — ژو پارہی چانوی چھو قتیل و قال عشقو
ہواک کرہ ناوتھن سجدس ژہ انکار — یہ اک ڈُوتھن ژہ نالی نال عشقو
ہواک مندہ پھاوتھن دونون جہانن — یہِ اک کرُتھن سِٹھاہ خوشحال عشقو
ہوتھو تھن ہال اکھ سِدٕ تہ ہو درلَد — بنیوک یمہِ کائنٔ تُک کرال عشقو
بنِت ساقی سدِتھ گوک محفلن منز — تہ اکھ اکھ چاوُتھن سوی پیال عشقو
دِلس منز بیو ٹھُہم یلہِ دود لاگِت — وجوُدک لبس مہِ تھوُتھم نیال عشقو
مبارک صد مبارک چھوم قدم چانو — سِٹھا رُتو درام چونوی فال عشقو
ژہ چھوک میانِس دِلس جگرس تراوت — ژہ چھوک میانِن اچھن منز لال عشقو
بو کرہ صُبحَ شام لبس شکرانہ چانوُی — کرُت دِل میانو مالا مال عشقو

سِتھاہ چھی مغربی ہوچان اثرے
شرابین منز قطب ابدال عشقو

للا لا لا للا لا لال عشقو   گژھک تیوتت تلک کہہ کال عشقو
گرہ تھکہ ناوہ ہسم صابن تہ پوڈر   گرہ سرمے گرہ رُو مال عشقو
ییئی گرِ کھالہ ہم کنتھ سیت عرشس   گرا شورہ ناوہ ہم بلِ تھال عشقو
گرا محبوب گرا کرہ ہم ژہ مردود   گرہ ژھنہ ناوہ ہم زچہ نالِ عشقو
اَتی خوشکیتھ مہِ زوہ ران چھوک ژہ ناحق   کُنی کھرِ مک کھِت بو واتان ترال عشقو
اِنت خوشکیتھ لگاوان چھوک مہِ تچھ کک   کھسان اسمان زن فٹ بال عشقو
دَماہ دِت چھوک دوان صبر چ مہِ تعلیم   چھتان چھم صبر کرٔ کرٔ وال عشقو
یوان چھوہی گر تہ کرہ ہم چار سو بیس   کرت دوہ دوہ ڈوکان چھوم دلالِ عشقو
کِنک ہا وِتھ پیٹھے چھوک وشکہ تولان   اَتی باپارِ اتی چھوک درال عشقو
گراہ عیہ کوہ گرا جنگل بو چھانان   پیتُس کرہ ہم مہِ فند تہ چال عشقو
کرک ژِہیپ تہ گژھان تھوکہِ پیٹھ رِکن چھم   بناوان چھوک مہِ لٹ ژٹو شال عشقو
گژِھت ناکام گژھان چھوس چرسہ تکین   وتھان چھم چلِمہ دُوہہِ بنگال عشقو
اندِم نے کنہہ کران چھوس کُلِ فقیری   تہ کھیاوان چُھک مہِ ستہِ سنہ سال عشقو

یوان یلہِ مغربی چانِ کھورن تل
گژھان ہیت مشرقی پامال عشقو

غلام محمد مُشتاق

غزل

ٹاٹھہِ یارو چانِ آوَے باغ دِلسی سونتہ داو
مہ جبینو پردہ ژٹمت لولہ نارن دِتو جلاو

عشقہ پیچانن چھو رٹمت چانہِ مستک ہیُو طرح
مینزِ نمَ ڈیشت گُلاس نار گنڈنس رعشہ ژاو

وانکہ مس وُزلِس رخس پیٹھ میانہِ تقدیرچ لکیر
قِسمتَس وَرنیرِ ہم خم دار زُلفن شانہ کراو

لانکہِ پیٹھ ڈکس درشنس چانِس ڈلن تصویرِ تُل
جوشہِ عشقتہ گر کھِلجس بُرس فیٹھ میوپش دراو

عیدِ ہندِ ژندرن نقل کُرمت چھو چانِ دون بُمن
شوبہِ ماگن اتھ ڈکس پیٹھ آسہ پیومت کعبہ ناو

رُباعِیہ

دِژ وتھم یاوُناہ یِژھو تھم نہ چھاوُن
پتےَ شُرباژ چھِم بیہِ نفسِ امار
یِتھوٗی سنز چھُوس کران کوٗنہِ شادیانگُ
غمچ وُزہ مل تیِتھوٗی تر اوان چھمَ نار

•

چھو یاوُن مس برِتھ گرکہُ وُن سماوار
سِسٹاہ مزہ دار بیہِ پُرجوش لوکہ چار
تنگُل ژِھوِہ جوش تے میچھر تہ راوُس
سرد گوُمت بجُر لب کُن چھو بے کار

ترجمہ

اے پیارے تیری آمد باغِ دل کے لئے مژدۂ نسیم بہاری ہے

مہ جبینوں تک نے تیرے عشق میں اپنے دامن چاک کر دئے

عشقِ پیچاں نے تیری زُلفوں کی مطابقت سی کی ہے

مہندی سے رنگے تیرے ہاتھوں کی گُلِ لالہ نے نقل سی اُڑائی ہے

تیرے عارضِ سُرخ پر زُلفِ سیاہ کی لٹ میرا نوشتۂ تقدیر ہے

ذرا اِن خمیدہ زُلفوں پر کنگھی پھیر، تاکہ میری قسمت کے بل نکل جائیں

ڈل کی جھیل نے جب تو اُس کے کنارے بیٹھی تھی تیری تصویر لی

جوشِ عشق سے اُس کی تہہ سے کنول کا پھُول اُبھر آیا

ہلالِ عید نے تیری ابرو کے مانند بننے کی کوشش کی

جس جبیں کا نام کعبہ پڑ گیا ہو، اُس پر شکن لانا کچھ اچھا نہیں لگتا

تُو نے مجھے جوانی تو دی لیکن اُس سے لابھ اُٹھانے کا موقع نہ دیا

دیکھ کر میرے پیچھے کتنا بڑا گھرانا ہے اور کتنا سخت نفسِ امّار

جونہی میں کوئی مجلسِ عیش منانے کا ارادہ کرتا ہوں

فوراً غم کی بجلی میرے تمام ارادوں کے خرمن کو راکھ کر دیتی ہے

دِلشاد کاشمیری

ساقی لیس کُن!

مستی اندر بوثہاراں چھوس اتھ جواب ساقی　　ژالہ کریہ تشنگی ون وُتھ کر حجاب ساقی
یُدوَے پرژہم مہ شمعس چھے کینژ ست ژہ باقی　　قطرس چھو ملرہ ہُند مَد دُپنم جواب ساقی
موکلُن ہتن مہ شمعی شوقچ اُمید سُورِت　　وقتِ صبا چھو نزدیک تُل ون نقاب ساقی
خُونِ جگر ہِنُ چنوون کم گنہ چھو کرمُت　　یِم نیاسے اَنزہ راوَو روزِ حساب ساقی
دستورٕ میکدن ہُند چھونہ کانہہ تِشنہ تھاوُن　　نتہ پیدہ ترِیشہ ہتنی گژِھ انقلاب ساقی
رِندس چھو زندگی منز دُنیا نگان بساوُن　　زاہد چھو یان مارُن زانان ثواب ساقی
ہرگاہ سحرٕ رچھون چھوی کرون ژہ تژِھ سبیلا　　یِم سیت دلک خشک سر گژِھ بیہ سیرآب ساقی

دِلشاد چھیا دان فطرت تہ بیہ شرافت
لازِم چھو زِندگیہ منز کانہہ اِنقلاب ساقی

گِلگتی

غزل

آیا شولم دلتس ہالنذ — جازم بس ام بلتا نبا
ڈوٹن بھقپ سن ایتس ہالنذ — جازم بس ام بلتا نبا
امؔ عشق لو دیوانہ با — ہوشن اپی مستانہ با
ام شمع جہ پروانہ با — جازم بس ام بلتا نبا
جاؔ حال برا بمنولہ — مجنون جون جی بمولہ
اسہ ہک ملتن مانمولہ — جازم بس ام بلتا نبا
بیمنؔ اویون جبا گو یبا — جا جیکہ دا اس گو یبا
موتو بسن دو مرچبا — جازم بس ام بلتا نبا
امہ ہجہ لو آ غلجبا — سہ تہپ ہمیشہ حرچبا
واللہ امنسے آیر چبا — جازم بس ام بلتا نبا
اوگن گسلوا لے گمٹن — جا جیر او بیشہ دتن

عاجزؔ یکل ایتی ہلک فوٹن
جازم بس ام بلتا نبا

ترجمہ

اے آسمانِ حسن کے خوبصورت چاند، تم مجھ سے کیوں رُوٹھ گئے
اندھیری راتوں کو روشن کرنے والے چاند، تم مجھ سے کیوں رُوٹھ گئے
میں تمہاری محبت میں دیوانہ ہوا ہوں، خود سے بے خود و بیگانہ بنا ہوں
میں تو تمہارے شمعِ حسن کا پروانہ ہوں، تم مجھ سے کیوں رُوٹھ گئے
یہ دیکھ میری کیا حالت ہوئی ہے، مجنوں کی طرح ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا ہوں
میرے دِل کے ہزار ٹکڑے ہوئے ہیں، تم مجھ سے کیوں رُوٹھ گئے
میں نے اپنا سب کچھ تم پر نچھاور کیا، دِل بھی اور جان بھی
اب میرے پاس کیا ہے جو تجھے دوں، تم مجھ سے کیوں رُوٹھ گئے
تمہاری جُدائی میں شمع کی طرح میں رات رات بھر آنسو بہا رہا ہوں
قسم خُدا کی میں تو موت کے قریب پہنچا ہوں، تم مجھ سے کیوں رُوٹھ گئے
تم مجھ سے اتنا تغافل نہ برتو، میرے ارمانوں کا گلا نہ گھونٹ!
اپنے عاجز کی طرف ایک پیار بھری نظر کر، تم مجھ سے کیوں رُوٹھ گئے

ڈوگری

ڈوگری گیت

یش شرما

کن سانوریا آیا

سیج گلامیاں اوہ کن چھیلا جو تیرے من بھایا

سیج گلامیاں سکھنے اندر کن سانوریا آیا
لکھ چھپالیں بھیت منا دُے ۔ چھپے مول نہ رہندے
نیناں ہاسھی ہندئے ناموئیے ۔ رہیہ ہر گھاوے دھندے
گورے رنگیں رنگی دی توں رہیہ کہہ روپ بنایا
کن سانوریا آیا

نہ اوہ پیلی چنچلتا اے نہ اوٹھیں پہر ہاسا

دونیں ہاں مکھ موڑی بیٹھی کس کنتے دیا آسا
کوہدی ہو تریا رے آلیس تیرا جی بھرمایا
کن سانوریا آیا

چھلیا پے بھرماندے آئے رہیہ آکھے سب کوئی

ھسی ھسی ٹھگنیں توں آیوں کیت ٹھگوئی
منے دے کنے ارپن کیتی کوہدے کنچن کایا
کن سانوریا آیا !

کون سانوریا آیا!

سچ بتا کہ تیرے خوابوں میں یہ کون سانوریا بسا ہوا ہے

تو کتنا ہی اپنے دل کے بھید چھپا
لیکن وہ کبھی چھپ نہ سکیں گے
تیری آنکھیں تیرے اس بھید کو فاش کرتی ہیں
نہ جانے تو یہ کس کے رنگ میں رنگ گئی ہے
نہ جانے تو نے اپنی یہ حالت کیا بنا رکھی ہے
سچ بتا کہ تیرے خوابوں میں یہ کون سانوریا بسا ہوا ہے

وہ تیرا چھبیلا پن سب کیا ہوا
وہ تیرے ہونٹوں کا تبسم کہاں گیا
تو نے ان کو کس کی محبت میں کھو دیا
یہ کس کی بانسری نے تیرے دل کو برما دیا
سچ بتا کہ تیرے خوابوں میں یہ کون سانوریا بسا ہوا ہے
لوگ کہتے ہیں کہ حسن انسان کو موہ لیتا ہے
تو جو دوسروں کے دلوں کو موہ لیا کرتی تھی
نہ جانے خود کس طرح سے موہ لی گئی
تو نے یہ کس کے قدموں پر اپنے آپ کو ڈال دیا
سچ بتا کہ تیرے خوابوں میں یہ کون سانوریا بسا ہوا ہے

●

ہندی

موہن لال نیرؔ آش

چنتن

۱۔ پھُول بنو تُم

گندھ مِلے گی، اُسے اُڑا دُو

ارے پھُول کی دُھول بنو تُم — پھُول بنو تُم

۲۔ پھُول بنو

سوندریہ مِلے گا، سَمپت مِلے گی

اُسے بِکھیرو

چھوی چھائے گی بھُو امبر میں

شکنتلا کی کبری میں تو وہ گھِر مِلے گا

کالی داس کی اُپما میں نودیہہ مِلے گی

۳۔ پیوش مِلے گا، عمرؔ خیام کے جام بنو گے

غالبؔ کی انوبھوتی مِلے گی

ورڈس ورتھ کے کویہ کا چِر سینیہہ مِلے گا

پاپنور کے کیسر ہو وگے
بھکتوں سے پہلے ہی تُم کو اِیشس مِلے گا

۴- پھُول بنو پھِر مان مِلے گا
تم بن جاؤ پُوجا کی شردھا، آشا

۵- کھیتی ہر کے آنگن کا فو پھُول بنو تُم
پگڈنڈی کی منڈیری کا پھُول بنو تُم
بسریں گے دُیہ پنپتی رِستے گھاؤں کا دُکھ درد گھنیرا
نیا سویرا کھِل آوے گا، جو مسکو وگے پھُول بنو گے

۶- پھُول ؟ کون ...
کِنتو کون بنے گا شُول ؟
ہے کھمتا کِس میں، ممتا کِس میں ؟

۷- تُم ہو، غنچہ ہو
دِن سنورتم ہو
مَدھو بہار ہو
پت جھڑ الھڑ متوالی ہو
نِرجن ہو یا نندن وَن ہو

ہو، کچھ بھی ہو

شُول سدا ہی سجگ سپاہی

کی بھانتی اُدِت رہتا ہے

۸ - کبھی اکارن

جب بھی اُس پاشان ہِردَے کر جاتا ہے

کلیاں چُننے، پھُول مسلنے

کانٹا اس کو ڈانٹا کرتا، ٹانکا کرتا

اپنے پَورَش سے ہے اُن کو روکا کرتا

(شانتی کی رکھشا کرتے کانٹا رہ جاتا،

یہ جیون ہے)

۹ - چلی ہوائیں یَووَسن کی ماوکتا لے کر

کانٹا کبھی نہیں بھرمایا

آگئیں آندھیاں، ہوش گنوا ـــــ

دامن تھاما کانٹے نے اُس کا پاؤں دبایا

کانٹے نے کبھی نہیں سوچا بھی

اُس نے کیا پایا

١٠۔ کانٹا تو ہانٹا کرتا ہے

مدہوُ منو بجوں میں

١١۔ تو کہو، بنے گا شُول کون

ہے کھمتا کِس میں، ممتا کِس میں

ایک سوچ

۱۔ پھول بن جاؤ تاکہ تمہیں خوشبو عطا ہوگی

پھول بن جاؤ اور اپنی خوشبو کو چاروں طرف اُڑاؤ

کچھ نہیں تو پھر پھول کی دھول ہی بن جاؤ

۲۔ پھول بن جاؤ تاکہ تمہیں حسین و جمیل رُوپ مل جائے

پھول بن جاؤ اور اپنی مُسکراہٹ ہر طرف بکھیر دو

تیرا بانکپن اس زمین و آسمان کو اپنے احاطے میں لے گا

شکنتلا مجھے اپنے مُشکیں بالوں میں گوندھ لے گی

کالی داس کی تشبیہات کو تجھ سے نئی رُوح ملے گی

۳۔ تو آبِ حیات بن کر عمر خیام کا جام بن جاؤ گے

اور تجھے غالب کے تخیّل کی بادِ صبا نصیب ہوگی

تجھے ورڈس ورتھ کی لاانتہا محبت حاصل ہوگی

تو پانپور کا کیسر بن کر مہک اُٹھو گے

تجھے زاہدوں سے بھی پہلے خدا کا وِصال حاصل ہوگا

۴۔ پھول بن جاؤ تاکہ تجھے عزّت و احترام حاصل ہو جائے

اور تو عبادت کی آس بن جائے !

۵۔ تو کسان کے آنگن کا پھول بن جا

یا کسی پگڈنڈی کی منڈیری کا پھول بن کر مہک

تاکہ تیری خوشبو سے مسافر اپنا دکھ درد بھول جائیں !

جب نیا سحر طلوع ہوگا تو تم بھی پھول بن کر مسکراؤگے

۶۔ پھول ؟ کون ... ...

لیکن کانٹا کون بن سکتا ہے

اِتنی ہمّت اور اِتنا پیار کِسے ہے ؟

۷۔ چاہے اندھیارا ہو یا غم کی گھٹا

ہوں سُہانے دِن، سماں ہو پیار کا

یا بہار کے موسم کا سماں ہو !

یا پت جھڑ کی اکھڑی سی گھڑی ہو

چاہے سُنسان ہو یا باغِ بہشت ؟

کچھ بھی ہو !

یہ کانٹا ہمیشہ ایک سپاہی کی طرح

ہر وقت تیار کھڑا رہے گا

۸۔ اور جب کبھی کسی پتھر دِل کا ہاتھ کسی کلی کو مسلنے کے لئے آگے

بڑھتا ہے

یہ کانٹا اس کو ڈانٹتا ہے اور لہو لہاں کر دیتا ہے

اپنی ہمّت سے اُس بدبخت کو روکتا ہے

(یہ کانٹا امن کا تحفظ کرتا ہے۔ زندگی تو بس یہی کانٹے کی ہے)

۹۔ اس کے اُوپر سے بارہا بادِ صبا گذُرتی ہے

لیکن وہ اُس کا جی کبھی بھرما نہیں سکی ہے

اگر کبھی آندھیاں بدمست ہو کر چلتی ہیں

اُن کا دامن یہی کانٹے تھام لیتے ہیں

کانٹے نے کبھی یہ نہیں سوچا اور اس فکر میں نہیں پڑا

کہ اس کے بدلے اُسے ملتا کیا ہے

۱۰۔ یہ تو تقسیم کرتا رہتا ہے اِنسانوں میں آبِ حیات

۱۱۔ اب بتاؤ کہ کون ہے جو کانٹا بن سکے

اِتنی ہمّت اور دِل کِس میں ہے؟
